150788 ـ كيا معاشرتی اسباب كی بنا پر دور والا ولی نكاح كی ذمہ داری پوری كر سكتا ہے ؟

سوال

كيا اصلی ولی كی موجودگی ميں معاشرتی اسباب كی بنا پر دور والا ولی لڑكی كا نكاح كر سكتا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد للہ.

اول:

نكاح ميں ولی ہونا ايك عظيم امر ہے، اللہ سبحانہ و تعالى نے عورت كی حفاظت اور اس كے حقوق كی رعايت اور عورت كی مصلحت كو ديكھتے ہوئے ولی كا ہونااپنےبندوں كے ليے مشروع كيا ہے، چنانچہ عورت كو يہ حق نہيں ديا كہ وہ اپنا نكاح خود كر لے يا كسی دوسری عورت كا نكاح كر سكے، اور عورت كو يہ بھی اجازت نہيں كہ وہ نكاح ميں اپنا ولی يا وكيل خود اختيار كرے، بلكہ ولی كی ترتيب شريعت نے مرتب كر ركھی ہے، اور يہ بندوں كی جانب سے وضع كردہ نہيں.

بہوتی رحمہ اللہ كہتے ہيں:

" آزاد عورت كا نكاح كرنے كے ليے اس كے والد كو مقدم كيا جائيگا؛ كيونكہ اس كا والد زيادہ نظر ركھنے والا اور شديد شفقت كا مالك ہے، اور پھر اس كے بعد اس كا وصی جسے وہ وصيت كرے.

يعنی نكاح ميں اس كے قائم مقام والد كا وصی ہوگا، اور پھر دادا اور پردادا وغيرہ، قريب سے قريب والا ؛ كيونكہ اسے عصبی طور پر حق ہے، لہذا وہ باپ كے مشابہ ہوا، پھر عورت كا بيٹا اور پوتا اور پرپوتا وغيرہ قريب سے قريب تر.

اس كی دليل ام سلمہ رضی اللہ تعالى عنہا كی حديث ہے وہ بيان كرتی ہيں كہ جب ان كی عدت ختم ہوئی تو رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے شادی كا پيغام بھيجا.

تو ام سلمہ رضی اللہ تعالى عنہا نے عرض كيا: اے اللہ تعالى كے رسول صلی اللہ عليہ وسلم ميرا يہاں كوئی ولی موجود نہيں.

رسول كريم صلی اللہ عليہ وسلم نے فرمايا: تيرا كوئی يہاں موجود يا غائب ولی اسے ناپسند نہيں كريگا "

تو ام سلمہ کہنے لگیں: اے عمر اٹھو اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دو، تو عمر نے ان کا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر دیا " اسے امام نسائی نے سنن نسائی میں روایت کیا ہے.

پھر اس کے بعد عورت کا سگا بھائی اور پھر وراثت کی طرح باپ کی طرف سے بھائی اور پھر ان کے بیٹے، پھر سگا چچا اور پھر باپ کی جانب سے چچا جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، پھر ان کے بیٹے، جیسا کہ وراثت میں بیان ہوا ہے.

پھر وراثت کی طرح قریب ترین سببی عصبہ لہذا بھائیوں کے بعد وراثت میں زیادہ حقدر عصبہ ہوگا وہی ولی میں بھی زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ ولایت تو شفقت و دیکھ بھال اور نظر پر مبنی ہے، یہی ظنی طور پر معتبر ہے یعنی رشتہ داری پھر آزاد کرنے والا کیونکہ وہ اس عورت کا وارث ہوگا اور دیت بھی دےگا.

پھر قریب ترین نسبی عصبہ جیسا کہ میراث میں ترتیب ہے، پھر اگر یہ اولیاء نہ ہوں تو پھر ولاء کا عصبہ جیسا کہ اوپر بیان ہوا ہے، پھر حاکم یا اس کا نائب.

امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اس مسئلہ میں میرےنزدیك امیر کی بجائے قاضی زیادہ بہتر ہے، اور اگر یہ سب اولیاءمعدوم ہو جائیں تو اس کی جگہ سلطہ اور طاقت رکھنے والا شخص اس کی شادی کرائےگا " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (335 - 336).

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" عقد نکاح میں پانچ قسم کی جہات کے افراد ولی بنیں گے: باپ دادا کی جہت، پھر بیٹے کی جہت، پھر بھائی کی جہت، پھر چچا کی جہت، اور پھر ولاء.

اگر ولی ایك ہی جہت کے ہوں تو قریب تر رتبہ والے کو مقدم کیا جائیگا، اور اقرب یعنی قریب ترین وہ ہے جو محجوب سے قبل دوسرے کے ساتھ جمع ہوتا ہو، دادے تك تین واسطے والا چار واسطے والے سے اقرب کہلائیگا، اور اگر وہ ایك ہی مرتبہ میں ہوں تو پھر قوی مرتبہ اور رشتہ والا ولی بنےگا، جیسا کہ سگا بھائی اور باپ کی جانب سے بھائی ہو تو یہاں سگا بھائی ولی بنےگا " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 84).

دوم:

اولیاء کے مابین اسی ترتیب کا خیال رکھنا ضروری ہے جیسا کہ بیان کی گئی ہے، اس لیے عقد نکاح میں کسی دور والے ولی کو قریب ترین ولی پرمقدم نہیں کیا جائیگا.

ابن قدامہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق اگر قریب ترین ولی کے ہوتے ہوئے کوئی دور والا ولی عورت کی شادی کر دے اور وہ عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اس کی بات مانتے ہوئے شادی کر لے تو یہ صحیح نہیں ہوگی.

اور امام مالك رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ شادی صحیح ہو گی کیونکہ قریب ترین ولی کی طرح یہ بھی ولی ہے، اور وہ عورت کی اجازت سے اس کی شادی کریگا.

ہمارا قول یہ ہے کہ: یہ عصبہ کی بنا پر مستحق ہوگا، اس لیے وراثت کی طرح قریب ترین ولی کی موجودگی میں دور والے ولی کے لیے ولایت ثابت نہیں ہوتی، تو اس طرح قریب ترین ولی نے دور والے ولی میں فرق کر دیا " انتہی

دیکھیں: المغنی (7 / 364) اور الموسوعة الفقهية (33 / 90) بھی دیکھیں.

بھوتی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اگر بغیر کسی عذر کے عورت کی شادی کسی دور والے یا پھر کسی اجنبی نے کر دی چاہے وہ حاکم ہی ہو تو عقد کرنے والے کی عدم صلاحیت اور مستحق ولی کے موجود ہونے کی بنا پر یہ نکاح صحیح نہیں ہوگا " انتہی

دیکھیں: الروض المربع (336).

اگر قریب ترین ولی ولایت کا اہل نہیں تو پھر اسے چھوڑ کر دور والے ولی کو نکاح میں ولی بنایا جا سکتا ہے:

الحجاوی رحمہ اللہ زادالمستقنع میں رقمطراز ہیں:

" اور اگر قریب ترین ولی عورت کو شادی سے روك دے اور وہ ولایت کا اہل نہ ہو یا پھر وہ وہاں سے غائب ہو اور وہاں تك پہنچنے میں مشقت و تکلیف کا سامنا کرنا پڑے تو پھر دور والا ولی اس عورت کی شادی کریگا "

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ اس کی شرح کرتے ہوئے کہتے ہیں:

" قولہ: اھلا: یعنی وہ ولایت کا اہل نہ ہو مثلا چھوٹی عمر کا ہو یا پھر فاسق و فاجر ہو یا پھر دوسرا دین رکھتا ہو یا اس طرح کا کوئی اور عذر تو پھر نااہل کی موجودگی نہ ہونے کے برابر ہے، اس کی موجودگی کا کوئی فائدہ نہیں " انتہی

دیکھیں: الشرح الممتع (12 / 89).

حاصل یہ ہوا کہ: قریب ترین ولی کے ہوتے ہوئے دور والا ولی بغیر کسی شرعی عذر کے عورت کی شادی نہیں کر سکتا.

اس لیے اگر سوال میں بیان کردہ معاشرتی اسباب ولی کو عقد نکاح سے روکتے ہیں مثلا یہ کہ وہ بےوقوف ہے اور معاملات نپٹانے کا سلیقہ نہیں یا پھر فاسق ہے یا کوئی اور شرعی عذر ہو تو پھر دور کے ولی کے لیے نکاح کرنا جائز ہے.

لیکن اگر یہ معاشرتی ایسے ہیں جن کا کسی شرعی مانع سے تعلق ہی نہیں تو پھر ان اسباب کا کوئی اعتبار نہیں کیا جائیگا، اور قریب والے والی کو پھلانگ کر دور والے ولی کی ولایت میں نکاح کرانا صحیح نہیں ہوگا، کیونکہ اقرب ولی کو شریعت نے ولایت کا حق دیا ہے جو اس سے بغیر کسی شرعی سبب کے نہیں چھینا جا سکتا.

اس لیے اگر لوگوں کو کسی سبب کے باعث دور والے ولی کی ولایت میں نکاح کرنے کی ضرورت ہو اور قریب والا ولی اس پر راضی ہو تو قریب ترین ولی کو حق حاصل ہے کہ وہ دور والے ولی یا پھر کسی دوسرے کو جو عقد نکاح کرنے کے لیے صالح ہو کو اپنا وکیل اور نائب بنائے چاہے اس شخص کو اصل میں ولایت حاصل ہی نہیں وہ بھی وکیل بن سکتا ہے.

مستقل فتوی کمیٹی کے علماء کرام سے درج ذیل سوال کیا گیا:

بعض اوقات بھائی یا دادے کے موجود ہوتے ہوئے عورت کا بھائی نائب ولی یا ولی کی موافقت کا کہہ کر نکاح کر دیتا ہے تو کیا ان طریقہ سے نکاح صحیح ہوگا ؟ یعنی اعلی مرتبہ کا ولی ہونے کی صورت میں ادنی مرتبہ والا ولی عورت کا نکاح کر سکتا ہے ؟

کمیٹی کے علماء کرام کا جواب تھا:

" اگر قریب ترین ولی کے موجود ہوتے ہوئے بغیر کسی شرعی عذر اور سبب کے دور والا ولی عورت کا عقد نکاح کرے جس میں قریب والے ولی کی اجازت و وصیت بھی شامل نہ ہو تو وہ عقد نکاح باطل ہے، اور اس کا کیا ہوا نکاح صحیح نہیں کیونکہ اسے اس سے قریب والے مستحق ولی کے ہوتے ہوئے دور والے ولی کو ولایت ہی حاصل نہیں.

لیکن اگر قریب والا یا ولایت کی اہلیت والا ولی ولایت سے دستبردار ہو جائے یا دوسرے کو وصیت کرے کہ اس کی ولایت میں موجود عورت کا نکاح کر دے تو یہ نکاح جائز ہو گا، اور یہ نکاح صحیح ہے؛ کیونکہ یہ اس کا حق تھا اور وہ اپنے حق سے دستبردار ہو کر یہ حق دوسرے کو دے گیا ہے تو وہ اس کے قائم مقام ہوگا.

اس بنا پر اگر عورت کے ولی نے اپنا حق عورت کے بھائی کو تفویض کر دیا ہے تو بھائی اس کا عقد نکاح کر سکتا ہے.

اللہ تعالی ہی توفیق دینے والا ہے، اللہ تعالی ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل اور صحابہ کرام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے.

مستقل فتوی اینڈ علمی ریسرچ کمیٹی.

ممبر کمیٹی: الشیخ بکر ابو زید.

ممبر کمیٹی: الشیخ صالح الفوزان.

ممبر کمیٹی: الشیخ عبد اللہ بن غدیان.

نائب چیئرمین کمیٹی: الشیخ عبد العزیز آل شیخ.

چیئر مین کمیٹی: عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء (18 / 174).

واللہ اعلم .